ستم ظریفی ملاحظہ کیجیے کہ اگر مسلمان اپنے حقوق اور آزادی کے لیے آواز بلند کریں تو دہشت گرد قرار پائیں اور اگر مشرقی تیمور میں عیسائی قتل عام بھی کریں تو یہ ان کی مقدس تحریک آزادی ہے اور مشرق و مغرب سے تمام عیسائی ان کی مدد کو پہنچ جاتے ہیں۔ یہ دوغلہ پن اور منافقانہ رویہ ہی مغرب کو برہنہ کرنے کے لیے کافی ہے۔

ہم اسلامی سربراہی کانفرنس، رابطہ عالم الاسلامی اور مسلمان سربراہان سے بجا طور پر یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ اپنا کلیدی کردار ادا کریں اور مزید وقت کا انتظار نہ کریں۔ ایسا مشترکہ قدم اٹھائیں کہ پھر کبھی کسی بدکردار اور درندے کو یہ جرات نہ ہو کہ وہ اسلام، مسلمانوں، مقدس کتاب اور برگزیدہ ہستیوں کے خلاف ہرزہ سرائی کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان کی دولت کے ساتھ دینی غیرت اور اسلامی حمیت عطا فرمائے۔ آمین۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆

سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرنے کی کوشش

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑی تکریم سے نوازا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے ﴿ولقد کرمنا بنی آدم﴾ (سورۃ الاسراء) ''ہم نے بنی آدم کو باعزت بنایا۔'' اس عزت و توقیر کی بنیاد اور اساس عزت و آبرو اور جان کی حفاظت ہے۔ شریعت کے بنیادی مقاصد میں سے بھی ایک انسانی جان کا تحفظ ہے۔ قانون جرم و سزا اور اس کے نفاذ کا اولین مقصد بھی جان کی حفاظت کے ساتھ عدل و انصاف کی فراہمی ہے۔

انسان کا ناحق قتل بہت بڑا جرم ہے۔ قرآن حکیم میں اس کی سخت وعید بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاء ہ جھنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذابا عظیما﴾ (النساء:۹۳)

جو شخص جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے گا، اس کی سزا جہنم ہوگی اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب نازل ہوگا اور اللہ اس پر لعنت کرے گا اور اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔

جان اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمت ہے اور کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسے اس نعمت سے محروم کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کی شدید الفاظ میں مذمت فرمائی۔ لزوال الدنیا أھون عنداللہ من قتل مسلم بغیر حق۔

انسانیت کے تحفظ کے لیے ہی قصاص کا قانون نازل کیا گیا اور سابقہ اُمتوں میں بھی رائج تھا۔حتیٰ کہ بنی اسرائیل کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے:

﴿و کتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس و العین بالعین و الانف بالانف و الاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص﴾ (المائدہ:۴۵)

قاتل کی حوصلہ شکنی اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ اس کے جرم کے مطابق سزا نہ دی جائے اور قتل عمد کی سزا قتل ہے۔اس پر عمل کرنا درحقیقت باقی انسانوں کو زندگی بخشنے کے مترادف ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: **﴿ولکم فی القصاص حیوة یا اولی الالباب﴾** (البقرۃ:۱۷۹)

اے عقل والو! تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔ایک مجرم کو اس کے کیے کی سزا مل جانا دوسروں کے لیے عبرت بن جاتی ہے اور کوئی بھی شخص جرم کرنے سے پہلے سو بار سوچے گا۔اگر مجرم کو سزا نہ دی جائے تو یہ جرائم کو عام کرنے اور مجرموں کی حوصلہ افزائی کرنے کی دانستہ کوشش ہوگی۔

اسلام کا قانون قصاص معاشرے میں عدل وانصاف قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔شریعت نے قتل عمد کی سزا قتل ہی رکھی ہے۔لیکن اس کے ساتھ ورثاء کو یہ حق بھی دیا ہے کہ وہ دیت لے کر یا بغیر معاوضہ کے قاتل کو معاف کر دیں۔ایسی صورت میں قاتل قتل کی سزا سے بچ جاتا ہے۔یاد رہے کہ اسلام نے قاتل کی معافی کا حق صرف ولی الدم کو دیا ہے۔اس کے علاوہ یہ حق کوئی اور استعمال نہیں کر سکتا۔

دنیا میں سزائے موت کے خلاف بھی آواز اٹھائی گئی۔کہ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسروں کی زندگی سلب کریں۔جبکہ دوسرے فریق کا اصرار ہے کہ سزائے موت کو برقرار رکھا جائے۔سزائے موت کے خلاف یورپی ممالک میں قانون سازی ہوئی۔لیکن بعد میں انہوں نے دوبارہ سزائے موت کا قانون نافذ کر دیا۔1955ء میں برطانوی دارالعوام میں بھی سزائے موت کو ختم کرنے کی تجویز کو مسترد کر دیا گیا۔امریکہ میں 1972ء میں سزائے موت کو غیر آئینی قرار دیا گیا۔جبکہ امریکہ میں آج بھی سزائے موت پر عمل درآمد جاری ہے۔کیونکہ اس کے بغیر جرائم پر قابو نہیں پایا جا سکتا۔بعض کیسوں میں خصوصیت کے ساتھ سزائے موت رکھی۔جن میں بلوچستان سے تعلق رکھنے والے ایمل کانسی کو امریکہ میں اس لیے سزائے موت دی کہ اس پر دو امریکیوں کو قتل کرنے کا الزام تھا۔

آج پاکستان میں بھی سزائے موت کو عمر قید میں بدلنے کی کوشش ہو رہی ہے۔اس میں پیش پیش انسانی

حقوق کے سابق وفاقی وزیر انصار برنی ہیں۔ جن کی کوشش سے بھارتی جاسوس کشمیر سنگھ کو رہائی ملی۔ جسے سزائے موت کا حکم سنایا جا چکا تھا۔ اب ایک اور بھارتی دہشت گرد سربجیت سنگھ کی رہائی کے لیے جدوجہد ہو رہی ہے۔ جو کہ کچھ عرصہ قبل لاہور بم دھماکے میں ملوث پایا گیا تھا۔ جس میں کئی پاکستانی مسلمان شہید ہو گئے تھے اور جرم ثابت ہونے پر اسے سزائے موت دی گئی۔ اب صرف اسے آزاد کرانے کے لیے پاکستان میں سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرنے کے لیے قانون سازی کرائی جا رہی ہے۔ 28 اپریل 2008ء کو سپریم کورٹ نے بھی اٹارنی جنرل سے اس کی تفصیلات طلب کیں' جبکہ زیر سماعت مقدمہ میں وکیل نے یہی موقف اختیار کیا ہے کہ اگر کشمیر سنگھ کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل ہو سکتی ہے اور سربجیت سنگھ کے لیے نرم گوشہ نکالا جا سکتا ہے تو پاکستانی قیدیوں کا کیا قصور ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ قتل کے بدلے میں قانون قصاص دراصل مقتول کے ورثاء کو شخصی انتقام لینے سے باز رکھتا ہے اور ان کے انتقامی جذبات واحساسات کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور انہیں قانونی طریقہ سے بدلہ لے دیتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ اسے سوچنے کی مہلت دیتا ہے۔ وہ چاہے تو قتل کے بدلے قتل کرا دے' چاہے تو دیت یا بغیر دیت کے معافی دے دے۔

سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل ہونے سے تو ایک طوفان کھڑا ہو جائے گا۔ لوگوں میں انتقام کی آگ بھڑک اُٹھے گی اور کسی مقتول کے ورثاء عدالتوں میں نہیں جائیں گے' بلکہ وہ ذاتی انتقام لیں گے۔ ان کا فلسفہ یہ ہے کہ عدالتی کارروائیوں میں جہاں وقت برباد ہوتا ہے' وہاں بے شمار دولت بھی صرف ہوتی ہے اور یہ فوجداری مقدمات نسل درنسل چلتے ہیں۔ اس سے بہتر ہے کہ خود ہی بدلہ لے لیا جائے اور اگر عدالت میں چلے بھی گئے تو کیا فائدہ۔ کیونکہ قاتل کو زیادہ سے زیادہ عمر قید ہو گی اور وہ پندرہ بیس سال بعد ہمارے سامنے ہو گا۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ آج بھی پاکستانی معاشرے میں ایسے سینکڑوں کیس ہیں جو نہ تو تھانے میں رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور نہ ہی عدالت میں جاتے ہیں' بلکہ قتل وغارت کا یہ سلسلہ نسل درنسل چلتا ہے۔ جبکہ سزائے موت کا قانون موجود ہے۔ اگر انصار برنی جیسے لوگوں کی کوشش سے یہ قانون تبدیل ہو گیا تو پھر پاکستانی معاشرے کا............ اللہ حافظ۔

ہم یہاں بعض نامور سیاستدانوں کی طرزِ فکر پر بھی اظہار افسوس کریں گے جو محض بھارت کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان کے سنگین مجرموں کو رہا کر کے ہیرو بننے کی دوڑ میں شامل ہیں اور ان کی خاطر تمام مجرموں کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستانی جیلوں میں سزائے موت کے قیدیوں کی

تعداد دس ہزار کے قریب ہے اور ان سے ہمدردی رکھنے والے یہ ضرور سوچیں کہ انہوں نے کتنے گھرانوں کے چراغ گل کیے ہیں اور کیسے کیسے لوگ تباہ و برباد ہوئے۔ کتنے بچے یتیم اور عورتیں سہاگ سے محروم ہوئیں ہیں اور کتنے بوڑھے والدین گھر سے بے گھر ہوئے۔ ان کے ساتھ کسی کو ہمدردی نہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ مگر مجرموں کے ساتھ نہ صرف غم خواری ہو رہی ہے بلکہ ان کی آزادی کے لیے کام کر رہے ہیں۔ یہ مت بھولیں کہ ان کافروں کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگین ہیں۔ ابھی گذشتہ دنوں بھارتی جاسوس کی رہائی کے بدلے ہندوستانی حکومت نے پاکستانی قوم اور حکومت کو خالد محمود نامی نوجوان کی لاش کا تحفہ دیا۔ کیا بھارتی حکومت کے عزائم کو سمجھنے کے لیے یہ واقعہ کافی نہیں؟ لہٰذا اس کو اس کے جرم کی سزا ملنی چاہیے اور اس معاملہ میں نرم خوئی اور ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔

حکومت وقت بھی ہوش کے ناخن لے اور کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے جو اس کی بدنامی کا باعث ہو اور شریعت کے منافی ہو۔ جرم ثابت ہونے تک مجرم کو بھی صفائی کا موقعہ ملتا ہے۔ اگر وہ بے گناہ ہے تو عدالت میں ثابت کر کے اپنی رہائی کا سامان کرے' ورنہ جرم کی سزا قبول کرے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

جامعہ سلفیہ میں عشرہ آگاہی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جامعہ سلفیہ کا نظام تعلیم وتربیت بہت منفرد اور ممتاز ہے۔ بہترین تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبہ کی اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہم نصابی سرگرمیوں کے لیے بہترین انتظام موجود ہے۔ طلبہ کو اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے جامعہ میں بہترین مواقع ملتے ہیں اور وہ حسن قراۃ' حمد ونعت' تقریری مقابلے' بیت بازی' مباحثے' مذاکرات' سوال و جواب (کوئز پروگرام)' مضمون نویسی' فن خطاطی میں برابر شریک ہوتے ہیں۔ صاحب ذوق طلبہ کے لیے جامعہ کی فضا بہت سازگار ہے۔ تمام پروگرام النادی الاسلامی کے زیر اہتمام مرتب کیے جاتے ہیں' جس میں طلبہ کی بھرپور شرکت ان کے اعلیٰ ذوق کی آئینہ دار ہے۔

اب ۱۹ تا ۲۷ اپریل ۲۰۰۸ء تک عشرہ آگاہی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتہائی شاندار اور